بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر سورۃ الحجرات و الحدید

مدرس

علامہ ممتاز علی

طالب علم

محمد عاقل

جامعہ

فیضان قطب مدینہ مدرسہ

Scanned with CamScanner

① سورۃ الحجرات کا تعارف

مقام نزول :- سورۃ حجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے

رکوع اور آیات کی تعداد :- اس سورت میں 2 رکوع اور 18 آیتیں ہیں

حجرات نام رکھنے کی وجہ :- حجرات کا معنی حجرے اور کمرے ہیں، اور اس سورت کی آیت نمبر ۴ میں حجرات کا لفظ ہے اسی مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ حجرات ہے

سورۃ حجرات کے مرکزی مضامین :

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس سورت میں متعدد امور میں مسلمانوں کی تربیت فرمائی ہے اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں :

1) اس سورت کی ابتداء میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے خصوصی آداب بیان کئے گئے ہیں اور جو لوگ سید المرسلین کی بارگاہ میں اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں انہیں بخشش اور بڑے ثواب کی بشارت دی گئی۔

سورۃ فتح کے ساتھ مناسبت :

سورۃ حجرات کی اپنے سے ماقبل سورت فتح کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورۃ فتح میں کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا اور سورۃ حجرات میں باغیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا۔

دوسری مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان اور مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔

(2)

مدنی پھول

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اے ایمان والوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حبیب کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے

اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو اللہ پاک اور اس کے رسول کی اجازت کے بغیر کسی قول اور فعل میں اصلاً ان سے آگے نہ بڑھنا تم پر لازم ہے

اس آیت کے شان نزول دو روایات درج ذیل ہے۔

1) چند لوگوں نے عید الاضحیٰ کے دن سرکار دو عالم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔

2) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے آگے نہ بڑھو۔

آیت "لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ" سے متعلق 3 باتیں

1) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سید المرسلین کی شان اتنی بلند ہے کہ ان کی بارگاہ کے آداب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

2) علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: علمائے کرام چونکہ انبیاء کرام کے وارث ہیں اس لیے ان سے آگے بڑھنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اور اس کی دلیل حضرت ابو درداء سے مروی وہ روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: حضور اقدس نے مجھے حضرت ابوبکر صدیق کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا اے ابو درداء کیا تم اس کے آگے چلتے ہو جو تم سے بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے۔

3) بعض ادب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے ان کے عمل کا ماخذ یہ آیت ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

ترجمۂ کنز العرفان: اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے ساتھ زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

3

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ:

اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔ اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حبیب کے دو عظیم آداب سکھائے ہیں،

1) پہلا ادب یہ ہے کہ اے ایمان والو جب نبی کریم تم سے کلام فرمائیں اور تم ان کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو تم پر لازم ہے کہ تمہاری آواز ان کی آواز سے بلند نہ ہو۔

2) دوسرا ادب یہ ہے کہ حضور اقدس کو ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو اس طرح نہ پکارو

مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مختلف روایات ذکر کی ہیں ان میں سے چند روایت درج ذیل ہیں۔

1) دوسرا شان نزول یہ بیان ہوا ہے کہ حضور اقدس کی بارگاہ میں منافقین اپنی آوازیں بلند کیا کرتے تھے تاکہ کمزور مسلمان ان کی پیروی کریں۔ اس پر مسلمانوں کو بارگاہ رسالت میں آواز بلند کرنے سے منع کر دیا گیا

2) پہلا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی، وہ اونچا سنا کرتے تھے ان کی آواز بھی اونچی تھی وہ بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی اور بعض اوقات اس سے حضور اقدس کو اذیت ہوتی تھی

آیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ کے نزول کے بعد صحابۂ کرام کا حال

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابۂ کرام بہت محتاط ہو گئے اور تاجدار رسالت سے گفتگو کے دوران بہت سی احتیاطوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا تاکہ آواز زیادہ بلند نہ ہو جائیں یہاں اسی سے متعلق کو واقعات ملاحظہ ہوں

1) حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پاک کی قسم آئندہ میں آپ سے سرگوشی کے انداز میں بات کیا

2) حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں: یہ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق کا حال یہ تھا کہ آپ رسول کریم کی بارگاہ میں بہت آہستہ آواز سے بات کرتے حتی کہ بعض اوقات حضور کریم کو بات سمجھنے کیلئے دوبارہ پوچھنا پڑتا کہ کیا کہتے ہو۔

3) ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق نے مسجد نبوی میں دو شخصوں کی بلند آواز سنی تو آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں جانتے ہو کہ کہاں کھڑے ہو؟ پھر ارشاد فرمایا: تم کس علاقے سے تعلق رکھتے ہو؟ دونوں نے عرض کی: ہم طائف کے رہنے والے ہیں: ارشاد فرمایا: اگر تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا کیونکہ مدینہ منورہ میں رہنے والے دربار رسالت سے خوب واقف ہیں۔

ابو جعفر منصور بادشاہ مسجد نبوی میں حضرت امام مالک سے ایک مسئلے کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا اس دوران اس کی آواز کچھ بلند ہو گئی تو امام مالک نے اس سے فرمایا اے مسلمانوں کے امیر: اس مسجد میں آواز بلند نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا: اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

اور ایک جماعت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

بے شک وصال کے بعد بھی حضور اقدس کی عزت ایسی ہے جیسی آپ کی ظاہری حیات میں تھی۔

14/8/24

مدنی پھول

* بارگاہ رسالت کا ادب و احترام اس آیت میں بیان ہوا، یہ آپ کی ظاہری حیات پاک
کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ آپ کی وفات ظاہری سے لیکر تا قیامت بھی یہی
ادب و احترام باقی ہے۔

* علمائے کرام کی مجالس میں بھی آواز بلند کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ انبیاء کرام کے وارث

20/8/24

[illegible]ی پھول

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اس آیت کا شانِ نزول بیان کریں۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور کچھ صحابہ کرام نے بہت احتیاط لازم کر لی اور سرکارِ دو عالم کی خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ سے حاصل ہونے والی معلومات

(1) تمام عبادات بدن کا تقوی ہیں اور حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم کا ادب دل کا تقوی ہے

(2) اللہ پاک نے صحابہ کرام کے دل تقوی کیلئے چن لئے ہیں تو جو انہیں معاذ اللہ فاسق مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

(3) حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی بخشش یقینی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کا اعلان فرما دیا ہے۔

(4) ان دونوں بزرگوں کا اجر و ثواب ہمارے وہم و خیال سے بالا ہے کیونکہ اللہ نے اسے عظیم فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اس آیت کا شانِ نزول بیان فرمائیں۔

بنو تمیم کے چند لوگ دوپہر کے وقت رسولِ کریم کی خدمت میں پہنچے اس وقت حضورِ اکرم آرام فرما رہے تھے، ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم کو پکارنا شروع کر دیا اور حضورِ پرنور باہر تشریف لے آئے، ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

★: وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا: اور اگر وہ صبر کرتے۔ اس آیت میں ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی کہ انہیں رسولِ کریم کو پکارنے کی بجائے صبر اور انتظار کرنا چاہیے تھا۔ یہاں تک کہ حضورِ اقدس خود ہی مقدس حجرے سے باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لے آتے اور اس کے بعد وہ لوگ اپنی عرض پیش کرتے۔

علماء اور اساتذہ کی بارگاہ میں حاضری کا ایک ادب

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جب اللہ کی بارگاہ کے مقرب بندوں اور باعمل علماء کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو ان کے آستانے کا دروازہ بجا کر جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ انتظار کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنے معمول کے مطابق آستانے سے باہر تشریف لے آئے۔ ہمارے بزرگانِ دین کا یہی طرزِ عمل ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ

Scanned with CamScanner

بلند پایہ عالم حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے: میں نے کبھی بھی کسی استاذ کے دروازے پر دستک نہیں دی بلکہ میں ان کا انتظار کرتا رہتا اور جب وہ خود تشریف لاتے تو میں ان سے استفادہ حاصل کرتا۔

* علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنا طرزِ عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا۔ اس کے بعد میں عمر بھر اسی کے مطابق اپنے استادوں کے ساتھ معاملہ کرتا رہا۔

آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا سے حاصل ہونے والی معلومات۔

اس آیت سے مزید دو باتیں معلوم ہوئیں۔

(1) اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار شریف کے آداب اللہ تعالی نے بنائے اور اسی نے سکھائے ہیں یاد رہے کہ یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جنوں، انسانوں اور فرشتوں سب پر جاری ہیں اور یہ آداب کسی خاص وقت تک کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ کیلئے ہیں۔

(2) کہ عظیم ہستی بارگاہ کا ادب کرنا بندے کو بلند درجات تک پہنچاتا ہے اور دنیا اور آخرت کی سعادتوں سے نوازتا ہے۔

حضرت ولید صحابی ہیں صحابی میں کوئی فاسق نہیں۔

یاد رہے کہ اس آیت میں بطورِ خاص حضرت ولید کو فاسق نہیں کہا گیا بلکہ ایک اسلامی قانون بیان کیا گیا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا:

مفسرین نے اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے کہ رسول کریم نے حضرت ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا۔

* خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ حضرت ولید بن عقبہ کا ہی واقعہ ہو لیکن یہ نہیں ہے کہ اس آیت میں بطورِ خاص آپ کو ہی فاسق کہا گیا ہے۔

8

آیت "اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوۡا" سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

1) ایک شخص اگر عادل ہو تو اس کی خبر معتبر ہے

2) حاکم یک طرفہ بیان پر فیصلہ نہ کرے بلکہ فریقین کا بیان سن کر ہی کوئی فیصلہ کرے

3) غیبت کرنے والے اور چغل خور کی بات ہرگز قبول نہ کی جائیں۔

4) کسی کام میں جلدی نہ کی جائے ورنہ بعد میں پچھتانا پڑ سکتا ہے۔

26/4/22

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کے رسول تشریف فرما ہیں، اگر تم میں سے کوئی ان سے جھوٹ بولے گا۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں خبردار کر دے گا۔ اور وہ تمہارا حال ظاہر کر کے تمہیں رسوا کر دیں گے۔ لہذا تم ان سے کوئی باطل بات نہ کہو۔

آیت وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ سے حاصل ہونے والی معلومات

1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے۔

2) نعت لکھنے پڑھنے والوں اور عرض معروض کرنے والوں کو چاہیے کہ اپنا سچا دکھ درد عرض کریں، وہاں مبالغہ نہ کریں۔

3) ایمان پیارا معلوم ہونا اللہ کی بڑی رحمت ہے۔

4) ایمان کا کمال اپنی کوشش سے نہیں بلکہ اللہ پاک کے فضل سے نصیب ہوتا ہے

وَاِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا۔

شان نزول

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے۔ اس دوران انصار کی مجلس کے پاس سے گزر ہوا تو وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو عبداللہ بن ابی نے ناک بند کر لی۔ یہ دیکھ کر عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا "حضور اکرم کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے۔ حضور اکرم تو تشریف لے گئے لیکن ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ پڑیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی۔ صورت حال معلوم ہونے پر سرکار دو عالم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرا دی اس معاملے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا سے حاصل ہونے والی معلومات

1) جنگ و جدال گناہ ہے مگر یہاں دونوں فریقوں کو مومن فرمایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کفر نہیں ہے

2) سلطان اسلام باغیوں سے جنگ کرے یہاں تک کہ وہ اپنی بغاوت سے باز آ جائیں

10

3) مسلمانوں میں صلح کرانا حضور اقدس کی سنت اور اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔
4) غلط فہمی کی وجہ سے بادشاہ اسلام کی مخالفت یا اس سے جنگ کرنے والا کافر اور فاسق نہیں بلکہ مومن ہے۔

صلح کی فضیلت پر ایک آیت اور ایک حدیث تحریر کریں

ترجمہ کنزالعرفان :- اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔

حدیث پاک :- حضرت اُمِ کلثوم بنت عقبہ سے روایت ہے، سید المرسلین نے ارشاد فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے کہ اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔

معاشرے سے ظلم کا خاتمہ کرنے میں دینِ اسلام کا کردار

1) حضرت انس سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اگر وہ مظلوم ہو تو مدد کروں گا لیکن ظالم ہو تو کیسے مدد کروں؟ ارشاد فرمایا اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی مدد کرنا ہے

2) حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو، وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے۔ اور اللہ کسی حق والے کا حق اس سے نہیں روکتا۔

7

2/8/2

مظلوم کی حمایت اور فریاد رسی کرنے کے دو فضائل۔

1) حضرت انس سے روایت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے اللہ تعالیٰ اس کیلئے 73 مغفرتیں لکھے گا ان میں
ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی اور 72 سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند
2) حضور اقدس نے ارشاد فرمایا جو کسی مظلوم کے ساتھ اس کی مدد کرنے چلے تو اللہ پاک اسے
اس دن ثابت قدمی عطا فرمائے گا جس دن قدم پھسل رہے ہوں گے۔

صحابہ کرام اور ان کے باہمی اختلافات سے متعلق کچھ اہم باتیں۔

1) تابعین سے لیکر قیامت تک امت کا کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی کم مرتبے وا
صحابی کے رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔
2) اللہ پاک کی بارگاہ میں جو قرب صحابہ کرام کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے امتی کو میسر نہیں
اور جو بلند درجات یہ پائیں گے وہ کسی اور امتی کو نہ ملیں گے۔
3) مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان جھگڑوں کے سبب صحابہ کرام میں ایک دوسرے کو نہ گمراہ
فاسق جانیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کے دشمن ہوں بلکہ مسلمانوں کو یہ دیکھنا چاہیے کہ
سب صحابہ کرام آقائے دو عالم کے جانثار اور سچے غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کر
کی بارگاہوں میں معظم و معزز اور آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں
4) صحابہ کرام کے بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ انبیاء اور فرشتے نہ تھے کہ گناہ سے معصوم
ہوں ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت
اللہ پاک اور رسول کریم کے احکام کے خلاف ہے۔
5) اللہ نے سورۂ حدید میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی دو قسمیں بیان فرمائی
ہیں 1) مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ 2) اَلَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا

مدنی پھول

ان سب سے اللہ پاک نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

ہر صحابی کو اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے سب ہی کو اجر ملے گا۔ محروم کوئی نہ رہے گا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے۔

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ

وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا

☆ رسول اللہ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر اعتراض کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔

☆ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ: ارشاد فرمایا مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہی ہیں۔ کیونکہ یہ آپس میں دینی تعلق اور اسلامی محبت کے ساتھ مربوط ہیں اور یہ رشتہ تمام دنیوی رشتوں سے مضبوط تر ہے۔

مسلمانوں کے باہمی تعلق کے بارے میں 2 احادیث:۔

1) حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سارے مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں، جب اس کی آنکھ میں تکلیف ہوگی اور اگر اس کے سر میں درد ہو تو سارے جسم میں درد ہوگا۔

2) حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے، سید المرسلین نے ارشاد فرمایا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ:۔ شان نزول سے متعلق دو واقعات درج ذیل ہے۔

1) حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ حضرت ثابت بن قیس بن شماس اونچا سننے کی وجہ سے تمام صحابہ آپ کو سرکار دو عالم کی بیں آگے بٹھایا کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ دیر سے آنے کی وجہ سے آپ کو آگے بیٹھنے کی جگہ نہ ملی تو لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ بھر نے گئے کہ جگہ ہو جگہ یہاں تک کہ وہ حضور پرنور کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ ان کے اور حضور کے درمیان میں ایک شخص رہ گیا۔ انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو۔ اس نے کہا: تمہیں جگہ مل گئی ہیں بیٹھ جاؤ۔ حضرت ثابت غصے سے بیٹھ گئے جب دن روشن ہوا تو انہوں نے اسکا جسم دبا کر کہا: کون ہو۔ اس نے کہا: میں فلاں شخص ہوں حضرت ثابت نے کہا فلانی کا بیٹا: اس زمانے میں ایسا کلمہ عار دلانے کیلئے کہا جاتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

توضیح: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: یہ آیت بنو تمیم کے ان افراد کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت سلمان اور حضرت سالم وغیرہ جیسے غریب صحابہ کرام کی غربت دیکھ کر ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

29/8/22

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ

اس آیت مبارکہ کے اس حصے کے نزول سے متعلق دو روایات درج ذیل ہیں۔

1) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے متعلق نازل ہوئی ہے، انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو چھوٹے قد کی وجہ سے شرمندہ کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: آیت کا یہ حصہ ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی کے حق میں اس وقت نازل ہوا جب انہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ نے یہودی کی بیٹی کہا۔

☆ آیت مبارکہ میں عورتوں کا جدا گانہ ذکر اس لئے کیا گیا کہ عورتوں میں ایک دوسرے کا مذاق اڑانے اور اپنے آپ کو بڑا جاننے کی عادت بہت زیادہ ہوتی ہیں۔

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں عورتوں کی ایک دوسرے سے جائز ہنسی جس میں نہ فحش ہو نہ ایذائے مسلم، نہ بڑوں کی بے ادبی، نہ چھوٹوں سے بد لحاظی، نہ وقت و محل کے نظر سے بے موقع، نہ اس کی کثرت اپنی ہمسر عورتوں سے جائز ہے۔

مذاق اڑانے کا شرعی حکم اور اس فعل کی مذمت

مذاق اڑانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی فرماتے ہیں اہانت اور تحقیر کیلئے زبان یا اشارات یا کسی اور طریقے سے مسلمان کا مذاق اڑانا حرام و گناہ ہے کیونکہ اس سے ایک مسلمان کی تحقیر اور اس کی ایذاء رسانی ہوتی ہے اور کسی مسلمان کی تحقیر کرنا اور دکھ دینا سخت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

کثیر احادیث میں اس فعل سے ممانعت اور اس کی شدید مذمت اور شناعت بیان کی گئی، جیسا کہ حضرت عباس سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو، نہ اس کا مذاق اڑاؤ، نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔

خوش طبعی کا حکم بیان کریں۔
یاد رہے کہ کسی شخص سے ایسا مذاق کرنا حرام ہے جس سے اسے
اذیت پہنچے البتہ ایسا مذاق جو اسے خوش کر دے، جسے خوش طبعی اور خوش
کہتے ہیں، جائز ہے۔

خوش طبعی کرنا کب سنت ہے۔
کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنت بھی ہے جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی
فرماتے ہیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی خوش طبعی کرنا ثابت ہے
اسی لیے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنت مستحبہ ہے۔

مزاح کب ممنوع ہے۔
وہ مزاح ممنوع ہے جو حد سے زیادہ کیا جائے اور ہمیشہ اسی میں مصروف
رہا جائے۔

کیا ہنسنے سے دل مردہ ہوتا ہے۔
زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے بعض اوقات دل میں بغض پیدا ہو جاتا
ہے اور ہیبت و وقار ختم ہو جاتا ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی
1) حضرت انس فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ سے سواری مانگی
تو ارشاد فرمایا ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔ اس نے عرض کی
میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
نے ارشاد فرمایا اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنم دیتی ہے
2 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ہم میں گھل مل
رہتے، حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے "ابو عمیر چڑیا کا کیا ہوا۔

طعنہ دینے کی مذمت
حضرت ابو درداء سے روایت ہے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا بہت لعن طعن
کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے نہ شفیع۔

Scanned with CamScanner

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔

1) حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا: ایک دوسرے کے برے نام رکھنے سے مراد یہ ہے کہ
اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کر لی ہو تو اسے توبہ کے بعد اس برائی سے عار دلائی جائے
یہاں اس آیت میں اس چیز سے منع کیا گیا۔

2) بعض علماء نے فرمایا برے نام رکھنے سے مراد کسی مسلمان کو کتا، یا گدھا، یا سور کہنا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ سے معلوم ہونے والے مسائل۔

1) مسلمانوں کی کوئی قوم ذلیل نہیں، ہر مومن عزت والا ہے۔

2) عظمت کا دارومدار محض نسب پر نہیں تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے۔

3) مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینا حرام اور مشرکوں کا طریقہ ہے آج کل یہ بیماری
مسلمانوں میں عام پھیلی ہوئی ہے نسبی طعنہ کی بیماری عورتوں میں زیادہ ہے
انہیں اس آیت سے سبق لینا چاہیے نہ معلوم بارگاہ الٰہی میں کون کس سے بہتر ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔

علامہ عبداللہ بن عمر بیضاوی فرماتے ہیں: یہاں آیت میں گمان کی کثرت کو مبہم رکھا گیا تاکہ مسلمان ہر گمان کے بارے میں محتاط ہو جائے اور غور و فکر کرے یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس گمان کا تعلق کس صورت سے ہے کیونکہ بعض گمان واجب ہیں، بعض حرام ہیں اور بعض مباح ہیں۔

گمان کی اقسام اور ان کا شرعی حکم

گمان کی کئی اقسام ہیں ان میں سے چار یہ ہیں

(1) واجب، جیسے اللہ پاک کے ساتھ اچھا گمان رکھنا (2) مستحب، جیسے صالح مومن کے ساتھ نیک گمان رکھنا۔ (3) ممنوع حرام۔ جیسے اللہ کے ساتھ برا گمان کرنا یونہی مومن کے ساتھ برا گمان کرنا (4) جائز، جیسے فاسق معلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔

☆ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں: گمان دو طرح کا ہے: ایک یہ کہ وہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے یہ اگر مسلمان کے ساتھ برائی ہے تو گناہ۔ دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگر چہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل کو خالی کرنا ضروری ہے۔

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں: مسلمان پر بدگمانی خود حرام ہے جب تک ثبوت شرعی نہ ہو۔

بدگمانی کے دینی اور دنیوی نقصانات

1 جس کے بارے میں بدگمانی کی اگر اس کے سامنے اس کا اظہار کر دیا تو اس کی دل آزاری ہو سکتی ہے اور شرعی اجازت کے بغیر مسلمان کی دل آزاری حرام ہے۔

2 بدگمانی کرنے سے بغض اور حسد جیسے خطرناک امراض پیدا ہوتے ہیں۔

دنیوی نقصانات یہ ہے۔

بدگمانی کرنے سے دو بھائیوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے، ساس اور بہو ایک دوسرے کے خلاف ہو جاتے ہیں، شوہر اور بیوی میں ایک دوسرے پر اعتماد ختم ہو جاتا اور بات بات پر آپس میں لڑائی رہنے لگتی ہے اور آخر کار ان میں طلاق

اور جدائی کی نوبت آ جاتی ہے، بھائی اور بہن کے درمیان تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور یوں ایک بنتا بستا گھر ویران ہو جاتا ہے

بدگمانی کے علاج

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، دل سے بدگمانی کی تصدیق کر کے شیطان کو خوش نہ کرے۔

عیب چھپانے کی فضیلت:

نبی کریم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ رکھے گا۔

غیبت اور اس کی مذمت سے متعلق

1) جو عیب بیان کر رہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہو جب بھی تو وہ غیبت ہے۔ اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے۔

2) حضرت ابو سعید اور حضرت جابر سے روایت ہے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے لوگوں نے ارشاد فرمائی لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ غیبت گناہ سے زیادہ سخت کیسے ارشاد فرمایا مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی تب تک مغفرت نہ ہو گی جب تک وہ معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی ہے۔

غیبت کی تعریف اور اس سے متعلق شرعی مسائل:

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔

* غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے اسی طرح ہو سکتی ہے قول و فعل سے بھی ہوتی ہے الغرض صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض و کنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہے برائی کو جس نوعیت سے سمجھائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔

* ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلا جیسے وہ کوئی چلتا ہے اس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے۔

* جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہو سکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو بھی برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے۔

* جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اُسے چاہیے زبان سے انکار کر دے۔

*

★ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ ارشاد فرمایا: اور ہم نے تمہیں مختلف قوموں، قبیلے اور خاندان بنایا تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کی پہچان رکھو اور ایک شخص دوسرے کا نسب جانے اور اس طرح کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے کی طرف آپ کو منسوب نہ کرے۔

نسب کے ذریعے فخر و تکبر کرنے کی مذمت

فخر و تکبر کے اسباب میں سے ایک اہم سبب اپنے نسب کے ذریعے دوسروں پر تکبر کرنا ہے۔

★ حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص سے میری تکرار ہوگئی تو میں نے کہا: اے کالی عورت کے بیٹے تو نبی کریم نے ارشاد فرمایا "اے ابوذر صاع پورا نہیں بھرا جاتا، سفید عورت کے بیٹے کو سیاہ عورت کے بیٹے پر کوئی فضیلت نہیں۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں: میں لیٹ گیا اور شخص سے کہا: اٹھو اور میرے رخسار کو پامال کرو۔

★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا چھوڑ دینا چاہیے وہ جہنم میں کوئلہ بن گئے یا وہ اللہ کے نزدیک ان کیڑوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو ناک سے گندگی کو دھکیلتے ہیں

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ اس آیت کا شانِ نزول بیان کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے بازار میں تشریف لے گئے، وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک حبشی یہ کہہ رہا تھا: جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول اللہ کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے۔ اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا، پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سرکارِ دوعالم اس کی عیادت کیلئے تشریف لائے، پھر اس کی وفات ہوگئی اور رسول کریم اس کی تدفین میں تشریف لائے، اس کے بارے میں لوگوں نے کچھ کہا تو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

★ اللہ پاک کی بارگاہ میں عزت و فضیلت کا مدار نسب نہیں بلکہ پرہیزگاری ہے

★ ایک یہ کہ محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اور اس سے آدمی مومن نہیں ہوتا۔ دوسری یہ کہ اطاعت و فرمانبرداری، اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان ایک ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں۔

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰہَ بِدِیْنِکُمْ:- شانِ نزول: جب اس سے پہلے کی دو آیتیں
نازل ہوئیں تو دیہاتیوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہم مخلص مومن ہیں، اس پر یہ آیت
نازل ہوئی اور سرکارِ دو عالم ﷺ کو مخاطب فرمایا گیا: اے پیارے حبیب ﷺ آپ ان سے فرما دیں
کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی خبر دے رہے ہو حالانکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں
موجود ہے اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اور اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں

★ کسی مخلوق کا حضور ﷺ پر احسان نہیں بلکہ سب پر حضورِ اکرم ﷺ کا احسان ہے۔

سورۃ الحدید

مقام نزول

سورۃ الحدید کے مقام نزول کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ مکیہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مدنیہ ہے۔

رکوع اور آیت کی تعداد:-

اس سورت میں 4 رکوع اور 29 آیتیں ہیں۔

حدید نام رکھنے کی وجہ

عربی میں لوہے کو حدید کہتے ہیں اور اس سورت کی آیت نمبر 25 میں اللہ نے حدید یعنی لوہے کے فوائد بیان فرمائے ہیں، اسی مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ حدید رکھا گیا۔

سورۃ حدید کی فضیلت

حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں: تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات کی تلاوت فرماتے اور ارشاد فرماتے ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

یاد رہے کہ مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی ابتداء میں تسبیح کی آیات ہیں، جیسے سورۃ حدید، سورۃ حشر، سورۃ صف، سورۃ جمعہ اور سورۃ تغابن۔

سورۃ حدید کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں عقیدے اور ایمان سے متعلق، جہاد اور راہ خدا میں خرچ کرنے کے بارے میں اور ان کے علاوہ دیگر چیزوں سے متعلق شرعی احکام بیان کیے گئے۔ نیز یہ مضامین بیان ہوئے ہیں۔

1) اس سورت کی ابتداء میں اللہ پاک کی صفات، اس کے اسمائے حسنیٰ اور کائنات کی تخلیق میں اس کی عظمت و قدرت کے آثار کے ظہور کا بیان ہے۔

2) مسلمانوں کو دین اسلام کی سربلندی اور اس کے اعزاز کی خاطر اللہ پاک کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

3) مسلمانوں کو مصیبتوں پر صبر کرنے کی تلقین کی گئی اور تکبر و بخل کی مذمت بیان کی گئی نیز اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور انبیاء و رسل کے راستے کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا۔

Scanned with CamScanner

سورۂ واقعہ کے ساتھ مناسبت

سورۂ واقعہ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۂ واقعہ
سورۂ حدید کی ابتدا سے ماقبل سورت واقعہ
سورۂ حدید کی ابتدا میں تسبیح کر کے گویا ہمیں اس کا طریقہ
کے آخر میں تسبیح کرنے کا حکم دیا گیا اور سورۂ حدید کی ابتدا میں
سکھا دیا گیا آسمان و زمین میں موجود چیزوں کی تسبیح کا ذکر کر کے ایک اور انداز میں ترغیب دی
گئی ہے۔

صفتِ اوّل: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ پاک اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے ہر چیز
سے پہلے ہے کہ وہ اس وقت بھی تھا جب کسی چیز کا وجود نہ تھا۔

دوسری صفت: وہی آخر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ پاک ہر چیز کے ہلاک اور فنا ہو
کے بعد رہنے والا ہے کہ سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا، اس کیلئے کوئی انتہا نہیں

تیسری صفت: وہی ظاہر۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ پاک دلائل و براہین سے ایسا ظاہر
ہے کہ ذرے ذرے میں اس کے وجود پر دلالت کرنے والے دلائل موجود ہیں۔ اللہ کے ظاہر ہونے کے
معنی یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔

چوتھی صفت: وہی باطن ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حواس اللہ پاک کی ادراک
کرنے سے عاجز ہے اور اس کی ذات ایسی پوشیدہ ہے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں
اور یہ پوشیدگی دنیا اور آخرت دونوں میں ہے

پانچویں صفت: وہی ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہر شے کو ہر طرح سے جانتا ہے۔

★ مدارج النبوۃ کے خطبے میں ذکر کیا ہے کہ یہ پانچویں صفات حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہے۔

★ چنانچہ آپ کی اوّلیت اس بنا پر ہے کہ موجودات کی تخلیق میں سب سے اوّل ہے
حضرت جابر سے روایت ہے تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اے جابر! اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو
وجود بخشا

★ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبۂ نبوت میں بھی سب سے اوّل ہیں۔

★ میثاق کے دن سب جہاں والوں سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔

★ قیامت کے دن جب زمین شق ہوگی تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
لیے شق ہوگی۔

★ شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھلے گا۔

Scanned with CamScanner

★ جنت میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے۔

★ اس اولیت کے باوجود بعثت ورسالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخر میں۔

★ باطن سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک مخلوق کیلئے ناممکن ہے اور دور ونزدیک کے لوگ آپ کے جمال وکمال میں کھو کر رہ گئے

يُولِجُ الَّيْلَ ...بِذَاتِ الصُّدُورِ: اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کی مقدار کم کر کے اور رات کی مقدار بڑھا کر دن کے کچھ حصے کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دل کے عقیدے اور قلبی اسرار سب کو جانتا ہے۔

★ اللہ پاک تم سے اس وقت عہد لے چکا ہے جب اس نے تمہیں حضرت آدم کی پشت سے نکالا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام کا مقام دیگر صحابہ سے بلند ہے۔

اس آیت کے حصے اولٰئک اعظم درجۃ سے معلوم ہوا کہ مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام کی عظمت اور ان کا مقام دیگر صحابۂ کرام سے بلند ہے۔

راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی ترغیب:-

قرآن و حدیث میں بکثرت مقامات پر راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے چنانچہ ارشاد باری

ترجمۂ کنز العرفان اور تم جو اچھی چیز خرچ کرو تو وہ تمہارے لیے ہی فائدہ مند ہے اور تم اللہ کی خوشنودی چاہنے کیلئے ہی خرچ کرو اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی

19/12/21